سوشل ایکشن پروگرام کے پاکستانی معاشرے پر اثرات

سعدیہ گلزار*

ABSTRACT:

The Social Action Program in Pakistan was launched in 90s with the cooperation of world Bank, IMF and other donors.It basically aimed at provision of clear water in rural area,drainage,population welfare,better food,basic health and primary education.The program achieved much success in its first phase but did not attain good success in the second phase.Moreover, the program produced negative impact on Pakistan society which gave rise to several problems.A solution of these problems has been offered in hte light of Islamic teaching in this paper.

تاریخی طور پر پاکستان میں بننے والی زیادہ تر معاشی پالیسیوں میں فلاح عامہ کو ثانوی حیثیت دی گئی جس کی وجہ سے پاکستانی عوام کے معیار زندگی میں بہتری نہ آسکی۔ پاکستان میں سماجی فلاح و بہبود کے شعبہ کو کم توجہ، سماجی خدمات کی فراہمی میں ناقص منصوبہ بندی، بددیانتی، تربیت یافتہ عملے کی کمی، حکومتی محکموں میں ملازمتوں پر پابندی، سماجی خدمات کے منصوبوں کو چلانے والے عملے کی غیر حاضری اور صاف پانی کی سہولیات فراہم کرنے میں غیر معیاری سامان کا استعمال جیسے مسائل کا سامنا رہا۔ پاکستان اقتصادی سروے کے مطابق سماجی فلاح و بہبود کی سہولتوں میں اضافہ کے لیے مالی سال ۱۹۹۳۔۱۹۹۲ء میں سوشل ایکشن پروگرام ورلڈ بینک، ایشیاء ترقیاتی بینک، نیدرلینڈ اور انگلستان کے تعاون سے متعارف کروایا گیا۔ اس پروگرام کے لیے سرمایہ ۷۵ فیصد حکومت پاکستان جب کہ ۲۵ فیصد ڈونرز کو فراہم کرنا تھا(۱)۔ پہلے یہ پروگرام تین سال ۱۹۹۳۔۱۹۹۲ء سے ۱۹۹۶۔۱۹۹۵ء پر محیط تھا لیکن بعد میں اس کو پانچ سالوں ۱۹۹۳ سے ۱۹۹۸ء تک پھیلایا گیا۔ اس کے اہم پروگراموں میں پرائمری تعلیم، بنیادی صحت، غذائیت، آبادی کی فلاح و بہبود اور دیہی علاقوں میں پانی کی فراہمی اور نکاسی آب شامل تھے۔ اس کو مؤثر بنانے کے لیے حکومت کے ساتھ نجی شعبے اور این جی اوز کو شریک کرنا تھا۔ ذیل میں اس پروگرام کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے:

---

* لیکچرار اسلامیات، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور۔ برقی پتا: sadiagulzar_LCWU@yahoo.com
تاریخِ موصولہ: ۲۰۱۳/۲/۶ء

مقاصد

سوشل ایکشن پروگرام SAPP-1 کے اقتصادی سروے میں درج ذیل مقاصد بیان کیے گئے ہیں:

- تعلیم تک رسائی کے لیے اسکولوں کی تعمیرات میں اضافہ (خصوصاً دیہی علاقوں میں)، صنفی عدم مساوات کو ختم کرنا، لڑکیوں کے داخلے میں اضافہ کے لیے زیادہ سے زیادہ سہولیات میں اضافہ، نیز خواتین اساتذہ کی تربیت اور تقرری میں اضافہ شامل تھا۔ پہلے سے قائم اسکولوں کے معیار کو بہتر بنانا، خالی اساتذہ کی آسامیوں کو نئی تقرریوں اور تبادلوں کے ذریعے پر کرنا۔
- صحت عامہ میں بہتری کے مقاصد پرائمری ہیلتھ کیئر سروسز [Primary Health Care Services (PHCs)] کو بہتر بنانا، PHCs کے تحت خاندانی منصوبہ بندی سے متعلقہ خدمات کی فراہمی، نئی سہولیات میں وسعت کی بجائے موجودہ صحت کی سہولیات میں بہتری لانا، صنفی عدم مساوات کو ختم کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ خواتین کے عملے کو طبی تربیت دینا اور تقرریوں میں اضافہ کرنا۔
- آبادی کی فلاح و بہبود میں خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کے تحت آبادی کی شرح افزائش کو کنٹرول کرنے کے اقدامات، شہری اور دیہی علاقوں میں ایک مضبوط نوعیت کا ابلاغی تعلیمی اور برادری کے نظام متعارف کروانا۔ اس پروگرام میں این جی اوز اور نجی شعبے کا کردار بڑھانا۔
- دیہی علاقوں میں صاف پانی اور نکاسی آب [Rural Water Supply and Sanitation (RWSS)] کی فراہمی میں اضافہ، اس سلسلے میں مقامی حکومت، این جی اوز اور مقامی آبادی کی شمولیت کو یقینی بنانا۔(۲)

اقدامات

ان مقاصد کے حصول کے لیے حکومت پاکستان کے ساتھ ورلڈ بینک، ایشیائی ترقیاتی بینک اور اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام کا تعاون شامل رہا۔ پرائمری تعلیم، اساتذہ کی تربیت اور بالغوں کی شرح خواندگی کے اضافے پر خصوصی توجہ دی گئی۔ اس پروگرام کے مقاصد کے حصول کے لیے متعدد پروگرام شروع کیے گئے جن میں پسماندہ علاقوں میں موبائل ٹیچر ٹریننگ پروگرام کا آغاز بھی شامل تھا۔ خواتین اساتذہ کی تقرری کے سلسلے میں مطلوبہ تعلیم اور عمر میں رعایت دی گئی اور گھر کے نزدیک اسکولوں میں تعینات کیا گیا۔ پنجاب میں ۷۰ فیصد پرائمری اسکولوں میں خالی اسامیوں کو پر کیا گیا۔ سرحد میں بھی تقرریاں کی گئیں۔ بلوچستان اور سندھ میں بھی اساتذہ کی تقرریوں کا پروگرام جاری رکھا گیا۔ شعبہ تعلیم میں نجی شعبے کے تعاون میں اضافہ کیا گیا۔

صحت عامہ کے شعبہ میں سوشل سروس میڈیکل پراجیکٹ (Social Service Medical Project) وفاقی حکومت

کے مختلف ہسپتالوں میں شروع کیا گیا۔ مستحق مریضوں کو مفت ادویات کی فراہمی، ضرورت مندوں کے لیے خون کا انتظام، وہیل چیئر اور دیگر سہولیات فراہم کی گئیں۔ خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام میں لیڈی ہیلتھ ورکرز اور ایل ایچ وی کا کردار بڑھایا گیا۔ اس سلسلے میں این جی اوز کا کردار مؤثر رہا۔(۴)

خصوصی تعلیم اور خصوصی فلاح و بہبود سے متعلق مندرجہ ذیل ادارے قائم کیے گئے مثلاً کیمونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ، بچوں کی فلاح و بہبود سے متعلقہ پراجیکٹ، مریضوں کی فلاح و بہبود سے متعلقہ پراجیکٹ، پائلٹ اسکول سوشل ورک پراجیکٹ، خواتین کی فلاح و بہبود اور ترقیاتی مرکز، سماجی فلاح و بہبود کا تربیتی ادارہ۴ اور خواتین کی فلاح و بہبود(۵) وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

سوشل ایکشن پروگرام SAPP-I کے مقاصد کے حصول کا جائزہ

سوشل ایکشن پروگرام کے پہلے مراحلے میں چند شعبوں میں کامیابی حاصل ہوئی اور ان کی بہتری دیکھنے میں آئی جیسا کہ ورلڈ بینک کی رپورٹ کے مطابق دیہی علاقوں میں پرائمری سطح پر طلبہ کے داخلوں کی تعداد میں اضافہ ہوا بالخصوص لڑکیوں کے داخلے کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ ابتدائی صحت عامہ کی سہولیات میں اضافہ، خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کی آگاہی اور خاندانی منصوبہ بندی کی ادویات اور طریقہ کار کے استعمال میں توسیع، تاہم دیہاتوں میں نکاسی آب اور پانی کی سہولیات میں خاطر خواہ تبدیلی نہ آسکی۔ میرٹ کی بنیاد پر تقرریوں اور نج کاری کی کوششوں میں کامیابی ہوئی اور این جی اوز کے سماجی بہبود کے پروگراموں میں شرکت میں اضافہ ہوا۔(۶)

سوشل ایکشن پروگرام کے دو سال بعد ورلڈ بینک نے اس کا تجزیہ کیا۔ اس کے مطابق SAP کے نتیجہ میں کافی بہتری پیدا ہوئی لیکن جو کامیابیاں تھیں، وہ کمزور تھیں اور ان کو ادارتی شکل نہیں ملی(۷)۔ ورلڈ بینک کی رپورٹ میں یہ بھی بیان کیا گیا کہ حکومت پاکستان جن چھ پالیسیوں کے نفاذ کے بارے میں پرعزم تھی ان میں ابتدائی سطح پر لڑکیوں کے داخلہ میں اضافہ، ابتدائی صحت عامہ کی موجودہ سہولیات میں بہتری اور خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام تک رسائی کے لیے اس کو پبلک صحت عامہ کی سہولیات کے نیٹ ورک کا حصہ بنانا (یعنی ہر صحت کے مرکز یا ہسپتال میں اس سہولت کی دستیابی) اور وزارت بہبود آبادی برائے خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام میں توسیع، سماجی شعبوں میں میرٹ کی بنیاد پر تقرریاں، سماجی بہبود کے پروگراموں میں مقامی آبادی کی شمولیت میں اضافہ اور سماجی بہبود کے شعبوں میں تقرریوں پر عائد پابندیوں کا خاتمہ شامل تھا(۸)۔ کمیشن برائے منصوبہ بندی کی رپورٹ کے مطابق سوشل ایکشن پروگرام میں کافی کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ پالیسی اصلاحات میں شہری ضروریات پوری کرنے کے نظام کے معیار اور فراہمی میں بہتری آئی۔ اہداف کا بھی حصول ہو امثلاً سماجی خدمات کی فراہمی میں آبادی کی شرکت میں اضافہ ہوا اور سکولوں اور ہیلتھ یونٹس میں عملہ کی حاضری کے سلسلہ

میں کافی حد تک کامیابی ہوئی۔ ورلڈ بینک نے کامیابی کے بارے میں محتاط رویہ اختیار کیا تاہم حکومت پاکستان نے اسے بڑی کامیابی قرار دیا۔ حکومت پاکستان کے مطابق SAP کے ذریعہ سماجی شعبہ جات کی ترقی ایک مثالی قدم ثابت ہوئی (۹)۔

سوشل ایکشن پروگرام کے تحت ابتدائی سطح پر طلبہ کے داخلوں، تعلیم بالغاں، بنیادی صحت کی سہولیات، صاف پانی کی سہولیات اور نکاسی آب اور شرح افزائش میں ۱۹۹۳ء سے بہتری رہی۔

سوشل ایکشن پروگرام کا دوسرا مرحلہ SAPP-II

سوشل ایکشن کا دوسرے پروگرام ۱۹۹۷ء میں شروع کیا گیا اس کا دورانیہ ۱۹۹۷۔۲۰۰۲ء تھا۔ ورلڈ بینک کی رپورٹ میں اس کے مندرجہ ذیل مقاصد بیان کیے گئے ہیں:

- حکومت کے سماجی خدمات کے پروگراموں میں منصوبہ بندی، نگرانی اور عملدرآمد کے دائرہ کار کو بڑھانا
- طرز حکمرانی میں بہتری لانا اور شفافیت کے عمل کو بڑھانا
- سماجی خدمات کی فراہمی میں حکومتی اخراجات میں اضافہ
- استحکام کو پروان چڑھانا
- این جی اوز اور نجی شعبہ کی شمولیت کی حوصلہ افزائی کرنا (۱۰)

سوشل ایکشن پروگرام SAPP-II کے مقاصد کے حصول کا جائزہ

مجموعی طور پر سوشل ایکشن پروگرام کے دوسرے مرحلے کے نتائج کے بعض اہداف میں کامیابی ہوئی جبکہ بعض میں ناکامی رہی مثلاً حکومت کی سماجی پروگراموں کی منصوبہ بندی اور نگرانی کو بہتر بنائے جانے کے حوالے سے نتائج غیر تسلی بخش رہے۔ پاکستان میں سوشل ایکشن کے پہلے پروگرام میں صوبائی حکومتوں کا کردار مؤثر نہیں تھا۔ اس لیے دوسرے سوشل ایکشن کے پروگرام میں قومی اور صوبائی سطح پر ورکشاپ کا انعقاد کروایا گیا۔ جس میں سرکاری افراد اور سول سوسائٹی کے نمائندوں اور پالیسی کا نفاذ کرنے والوں کو شامل کیا گیا (۱۱)۔ سماجی فلاح و بہبود کی سہولیات پر حکومتی اخراجات کے اضافہ اور استحکام کے بارے میں بھی نتائج غیر تسلی بخش رہے۔ مالی وسائل کی قلت کی وجہ سے کئی پراجیکٹ بند کیے گئے (۱۲)۔ سماجی خدمات کی فراہمی میں این جی اوز کا کردار بڑھانے کے نتائج تسلی بخش رہے، تاہم ان کا زیادہ تر اثر و رسوخ تعلیم اور خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام میں بڑھایا گیا۔

سوشل ایکشن پروگرام کے دوسرے مرحلے میں موجودہ پرائمری اور مڈل اسکولوں میں نئے کمروں کی تعمیر، بغیر عمارت کے اسکولوں کی عمارت کی تعمیر، مقامی اساتذہ کا عارضی تقرر، خواتین اساتذہ کو اچھے الاؤنس کی صورت میں اضافی ترغیبات مہیا کرنا اور اساتذہ کے تربیتی کورس وغیرہ شامل تھے (۱۳)۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے ایلمنٹری سطح پر تعلیم میں بہتری

لائی گئی۔ معاہدے کی بنیادوں پر قابل اساتذہ کی تقرری اور معیارِ تعلیم میں بہتری کے لیے اساتذہ کی تربیت کے پروگراموں کا انعقاد کیا گیا۔خواندگی کی شرح میں اضافے کے لیے مخصوص علاقوں میں جماعت ششم کی لڑکیوں کو وظائف کا اجراء اور ابتدائی سطح پر مفت کتابوں کی ترغیبات شامل تھیں (۱۴)۔صحت کے شعبہ میں اگرچہ بہتری رہی تاہم سوشل ایکشن پروگرام کے دوسرے مراحلے کے حوالے سے ایک رپورٹ کے مطابق صحت کے بارے میں آگاہی،غذائیت اور ایڈز کنٹرول پروگرام میں صورتحال مایوس کن رہی(۱۵)۔ ورلڈ بینک کی رپورٹ کے مطابق خاندانی منصوبہ بندی کے طریقوں کی آگاہی میں اضافہ ہوا اوراس شعبہ سے متعلقہ ضروری سہولیات بھی فراہم کی گئیں۔شادی شدہ خواتین میں کنٹراسیپٹوز کا استعمال ۹۳ فیصد سے ۹۶ فیصد تک بڑھایا گیا۔خواتین میں خاندانی منصوبہ بندی کے طریقوں کا استعمال ۱۹۹۷۔۱۹۹۶ء میں ۲۴ فیصد جب کہ ۲۰۰۱۔۲۰۰۰ء میں ۲۸ فیصد تک اضافہ ہوا۔خاندانی منصوبہ بندی کی آگاہی میں دیہی علاقوں میں ۹۱ فیصد سے ۹۵ فیصد تک اضافہ ہوا۔صحت عامہ کی سہولیات فراہم کرنے والے ادارے ۵۰ فیصد خاندانی منصوبہ بندی کی سہولیات بھی فراہم کر رہے تھے۔اس پروگرام میں این جی اوز کا تعاون بھی قابل ذکر رہا۔(۱۶)

دیہی پانی کی سہولیات میں ۶۵ فیصد سے ۷۰ فیصد اضافہ ہوا۔ بیت الخلا کی سہولیات میں اضافہ ہوا جو کہ ۱۹۹۹۔۱۹۹۸ء میں ۳۷ فیصد آبادی کو جبکہ مالی سال ۲۰۰۲۔۲۰۰۱ء میں ۴۱ فیصد کو سہولت میسر تھی۔(۱۷)

پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ کی رپورٹ کے مطابق یہ پروگرام چار اہم مقاصد یعنی ابتدائی تعلیم و صحت، آبادی کی فلاح و بہبود اور پانی کی فراہمی کی صورتحال کو بہتر بنانے میں ناکام رہا۔۱۹۹۰ سے ۱۹۹۹ء کے عرصے میں مجموعی طور پر ابتدائی اسکولوں میں داخلے کی شرح میں ۷۳ فیصد سے کم ہو کر ۷۱ فیصد اور حقیقی داخلوں کی تعداد ۴۶ فیصد سے کم ہو کر ۴۲ فیصد ہوگئی۔مجموعی طور پر مڈل اسکولوں میں لڑکوں کے داخلے ۵۸ فیصد سے کم ہو کر ۴۸ فیصد ہوگئے جبکہ لڑکیوں کے داخلے ۳۱ سے بڑھ کر ۳۲ فیصد ہوگئے۔ مالی سال ۲۰۰۲۔۲۰۰۱ء میں ابتدائی سطح پر مجموعی اور حقیقی ابتدائی داخلوں کی شرح میں تبدیلی نہیں آئی۔مڈل کی سطح پر ۸۰ فیصد سے ۷۳ فیصد اور میٹرک کی سطح پر ۸۴ فیصد سے ۸۷ فیصد تک کمی آئی۔گویا ۱۹۹۰ سے ۱۹۹۹ء تک مجموعی طور پر پرائمری اسکولوں کے داخلوں میں ۲ فیصد کمی رہی،حقیقی داخلوں میں ۴ فیصد، مڈل اسکول کے داخلوں میں ۱۰ فیصد جبکہ لڑکیوں کے داخلوں میں ایک فیصد اضافہ ہوا۔۲۰۰۲۔۲۰۰۱ء تک مڈل سطح پر ۸ فیصد اور میٹرک کی سطح پر ۶ فیصد کمی ہوئی(۱۸)۔شعبہ صحت میں کسی حد تک بہتری آئی خصوصاً چھوت والی بیماریوں مثلاً ٹی بی اور اسہال کو کنٹرول کرنے میں خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی جو کہ گزشتہ کئی سالوں سے شرح اموات میں اضافہ کا سبب تھیں۔۱۹۹۸ء میں زرخیزی کی شرح ۶ء۲ فیصد سے کم ہو کر ۵ء۰ فیصد ہوگئی جبکہ یہ بھی زرخیزی کی مطلوبہ سطح سے زیادہ تھی۔مانع حمل ادویات کے استعمال کی شرح میں بھی بہتری آئی (۱۹)۔ورلڈ بینک کی رپورٹ کے مطابق سوشل ایکشن پروگرام کے مقاصد میں خاطر خواہ کامیابی کے عدم حصول کی اہم وجوہ میں سے کلیاتی معاشی عدم استحکام، مالی وسائل کی قلت کی وجہ سے این ایف سی ایوارڈ کے تحت

صوبوں کو کم وسائل کا اجراء، ۲۸ مئی ۱۹۹۸ء میں اٹیمی دھماکوں کی وجہ سے پاکستان میں عائد کی گئیں مالی پابندیاں جس سے مالی وسائل کی ترسیل میں کمی آئی اور ڈونرز کی طرف سے مالی وسائل کا ناکافی اجراء شامل تھا۔(۲۰)

پاکستان میں سوشل ایکشن پروگرام سے قابلیت کی بنیاد پر تقرری، اداروں میں غیر حاضر عملے میں بہتری، تعلیم اور صحت کے شعبے میں ضروری عملے کی فراہمی اور ابتدائی اسکولوں کی تعمیر میں اضافہ ہوا۔تاہم دیہی علاقوں میں صاف پانی کی سہولت کی فراہمی میں قابل ذکر کامیابی حاصل نہ ہوسکی۔اس پروگرام کے تحت پاکستانی معاشرے پر مغربی اثرات غالب رہے نیز معاشی شعبوں میں این جی اوز کے کردار میں بھی اضافہ رہا۔

سوشل ایکشن پروگرام کے پاکستانی معاشرے پر اثرات کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ

اسلامی ریاست میں حکمران کی ذمہ داری ہے کہ وہ افراد معاشرہ کو بنیادی ضروریات زندگی، تعلیم اور صحت عامہ کی معیاری اور بلاعوض سہولیات بہم پہنچائے۔عوام کی فلاح و بہبود سے متعلقہ ہر شعبہ سے متعلق پالیسیاں مرتب کرنا، منصوبہ بندی کرنا اور ان پالیسیوں کا دیانت داری اور لگن کے ساتھ نفاذ بھی حکمران کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔نیز حکمران پر لازم ہے کہ وہ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کوشاں رہے اور ان کی ضروریات سے غافل نہ رہے۔اگر وہ اپنے اس فرض میں کوتاہی کرے گا تو آخرت میں سزا کا مستحق ہوگا۔نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان ہے کہ ’’جس بندے کو خدا نے کسی رعایا کا حکمران بنایا اور اس نے اس کے ساتھ پوری خیر خواہی نہ برتی تو وہ جنت کی خوشبو نہ پا سکے گا(۲۱)۔‘‘ اگر حکمران اپنی ذمہ داریاں عدل سے سرانجام دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے بدلے میں جنت عطا کریں گے۔حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ’’سات لوگوں کو اللہ تعالی اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔اُس روز جب اللہ کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔عادل حکمران (بھی ان میں سے شامل ہے)(۲۲)‘‘ حکمران کی ذمہ داری ہے کہ عوام کو بلاتخصیص سہولیات فراہم کرے اور عوام کی فلاح و بہبود کو مقدم رکھے جیسا کہ خلفاء راشدین نے عوام کی ضروریات کو ترجیح دی۔عبداللہ بن ابی ربیعہ نے مدینہ منورہ میں گھوڑے پال رکھے تھے۔حضرت عمرؓ نے ان کو اجازت صرف اس صورت میں دی کہ چارہ مدینہ کے علاوہ کسی دوسرے مقام سے لایا جائے چنانچہ انھوں نے گھوڑے اس طرح سے رکھے کہ ان کے لیے یمن کی زمین سے چارہ لایا جاتا(۲۳)۔ ایک دفعہ بیت المال میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا تو حضرت عمرؓ خود اس کے تلاش میں نکلے، کیونکہ ان کے نزدیک اس اونٹ پر غریبوں کا حق تھا۔ایک سردار نے ان کو مشورہ دیا کہ کسی خادم کو ڈھونڈنے کے لیے روانہ کیجئے تو آپؓ نے جواب دیا کہ مجھ سے بڑھ کر امت مسلمہ کا خادم کون ہوسکتا ہے(۲۴)۔ان کا مقصد عوام کے وسائل اور حقوق کا ممکنہ حد تک تحفظ تھا۔

خلفاء راشدین نے عوام کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کے لیے کئی اہم اقدامات کیے مثلاً ضرورت مندوں کے لیے وظائف مقرر کیے، فقراء اور مسافروں کے لیے دارالطعام بنائے اور مسافروں کے لیے سرائیں بھی تعمیر کروائیں۔خلفاء بنو

امیہ اور خلفاء بنوعباس نے بھی عوام کے لیے فلاحی ادارے تعمیر کروائے۔سرکاری سطح پر اقدامات کے علاوہ اسلام میں سماجی فلاح و بہبود اور معاشی کفالت کے حوالے سے زکوۃ وعشر،صدقات اور کفارات کا خودکار نظام ہے جس کا ذیل میں جائزہ لیا گیا ہے۔

۱.۱۔ سماجی فلاح و بہبود اور زکوۃ وعشر

۹۰ء کی دہائی میں عوام کی فلاح و بہبود کے پیش نظر زکوۃ کو سرکاری سطح پر جمع کیا گیا اور ضرورت مندوں میں تقسیم کیا گیا۔تاہم زکوۃ کی وصولی اور تقسیم میں بدعنوانی کا عنصر کارفرما رہا۔غربت کے خاتمے کے لیے ضروری تھا کہ زکوۃ وعشر کی وصولی اور خرچ کے پروگرام کو مؤثر بنایا جاتا۔زکوۃ وعشر کے فنڈز میں سے کرپشن ختم کی جاتی اور اس رقم کو غرباء کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جاتا۔زکوۃ کا اہم مقصد ہی غریبوں کی اعانت ہے جیسا کہ زکوۃ کے آٹھ مصارف سے واضح ہوتا ہے:

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ(۲۵)

''صدقات (زکاۃ وخیرات) صرف فقیروں اور مسکینوں کے لیے اور ان کے وصول کرنے والوں کے لیے اور ان لوگوں کے لیے جن کی دل جوئی مقصود ہوتی ہے اور گردن چھڑانے میں اور قرض داروں کے لیے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور مسافروں کے لیے،فرض ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ خوب علم و حکمت والا ہے۔''

زکوۃ معاشی عدل کی بہترین مثال ہے کیونکہ اس اہم مالی عبادت میں سے کسی بھی مستحق کو نہیں چھوڑا گیا۔غرباو مساکین کی معاشی کفالت کا اہم ذریعہ زکوۃ ہے۔اگر زکوۃ کی رقم ہی درست طریقے سے خرچ کی جائے تو معیشت سے غربت کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔اس سے مستحقین کی بنیادی ضروریات پوری ہوتی رہتی ہیں۔ہسپتالوں کی تعمیر کی ذمہ داری حکومت کی ہے تاہم نادار مریض کی اعانت زکوۃ کی رقم سے کی جاسکتی ہے۔اسلام میں قرآن وسنت کی بنیادی تعلیم کو ''فرض عین'' قرار دیا گیا ہے۔مدرسوں کو زکوۃ کی رقم دی جاسکتی ہے۔اگر مدرسوں کے نظام اور نصاب میں بہتری لائی جاتی تو اس سے ابتدائی تعلیم کے حوالے سے خاطر خواہ نتائج حاصل ہوسکتے ہیں اور شرح خواندگی میں اضافہ ممکن ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ زکوۃ وعشر کا حقیقی روح کے ساتھ نفاذ کیا جائے تاکہ ان سے مستحقین مستفید ہوسکیں۔اس صورت میں غربت کا خاتمہ اور عوام کی معاشی خوشحالی میں اضافہ ممکن ہے۔

۱.۲۔ انفاق فی سبیل اللہ ـــ فلاح عامہ کا خودکار نظام

انفرادی سطح پر اسلامی معاشی نظام انسانی فلاح کی ترقی کے لیے ''انفاق فی سبیل اللہ'' سے متعارف کرواتا ہے۔متعدد آیات قرآنیہ اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی گئی ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے اپنے عطا

کردہ رزق میں سے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے(۲۶)۔اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے لیے بہترین جزا کا وعدہ کیا گیا ہے۔جو شخص رضائے الٰہی کے لیے مال خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے مال کو سات سو گنا بڑھا دیتے ہیں(۲۷)۔قیامت والے دن انسان سے سوال کیا جائے گا آیا انسان کو جو رزق دیا گیا تھا اُس نے اس کو اللہ کے بندوں کی احتیاج پر خرچ کیا یا ان سے غفلت برتی(۲۸)۔یہ تمام ترغیبات اس لیے دی گئی ہیں تاکہ انسان ضرورت مندوں کے لیے مال کو روک کر نہ رکھے اور ان کی فلاح و بہبود پر خرچ کرتا رہے نیز مال خرچ کرنے سے اس کے مال میں کمی ہونے کی بجائے اللہ تعالیٰ اس کے مال کو کئی گناہ بڑھا دیں گے اور آخرت میں بھی یہ صدقہ دوزخ سے بچاؤ کا ذریعہ بنے گا۔

اسی طرح معاشرے میں دیگر افراد کی اعانت کا حکم دیا گیا ہے۔حدیث نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رُو سے ایک شخص کے حسن اخلاق میں یہ بھی شامل ہے کہ ضرورت مندوں کی مدد کرے اور بھوکے کو کھانا کھلائے(۲۹)۔مومنین کی صفت بیان کی گئی کہ وہ اللہ کی محبت میں یتیموں،غریبوں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں(۳۰)۔اسلام نے قرابت داروں کے حقوق پر زور دیا ہے(۳۱)۔رشتہ داروں پر صدقہ کرنے والے کے لیے دوہرے اجر کا وعدہ کیا گیا ہے(۳۲)۔صلہ رحمی کو رزق اور عمر میں برکت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے(۳۳)۔اسی طرح معاشرے میں بے آسرا افراد جن میں یتیم اور بیوہ قابل ذکر ہیں ان کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والے شخص کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے،راتوں کو قیام کرنے والے اور دن بھر روزہ رکھنے والے شخص کی مانند قرار دیا گیا ہے(۳۴)۔خوشیوں کے مواقع پر بھی غرباء کو ساتھ شریک کرنے کی ترغیب فرمائی نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس ولیمے کو ناپسند فرمایا جس میں غرباء کو شریک نہ کیا گیا ہو(۳۵)۔عید کی خوشیوں میں معاشرے کے نادار افراد کو شریک کرنے کے لیے صدقہ فطر رکھا،ہر مسلمان آزاد،غلام،مرد و عورت اور بچے پر ادا کرنا لازم ہے(۳۶)۔ایک دوسرے کی مدد کرنے کی ترغیب اس لیے دی گئی تاکہ اسلامی معاشرے کے افراد ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں اور معاشرے میں اونچ نیچ جنم نہ لے اور کوئی ضرورت مند بھی نہ رہے۔انفاق فی سبیل اللہ کا ایک خود کار نظام ہے جس سے غرباء کی ضروریات پوری ہوتی رہتی ہیں اور معاشرتی بگاڑ نہیں پیدا ہوتا۔

معاشرے میں امراء کو ترغیب دی جا سکتی ہے کہ وہ اللہ کے عطا کردہ مال میں سے تعلیم کے اداروں،ہسپتالوں کے تعمیرات اور سہولیات کے لیے خرچ کریں مثال کے طور پر حضرت عثمان غنیؓ نے مدینہ میں میٹھے پانی کا کنواں خرید کے فلاح عامہ کے لیے وقف کر دیا۔نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عثمانؓ کے بارے میں فرمایا جس نے بئر رومہ کو خرید کر اُمت کے لیے وقف کیا اُس کے لیے جنت ہے(۳۷)۔حضرت عمر فاروقؓ غیر منقولہ جائیداد کے پہلے واقف تھے اس کی آمدنی کو فقراء،اقرباء،غلام کی آزادی،کارہائے خیر،مسافروں اور مہمانوں کے لئے وقف کر دیا(۳۸)۔دیگر صحابہ کرام بھی صدقات میں سبقت لے جاتے جیسا کہ جب یہ آیت ﴿لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ (۳۹) ترجمہ:تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک اپنی محبوب ترین چیز کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے﴾ نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ انصاریؓ،جو مدینہ

میں اصحاب حیثیت میں سے تھے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے بیر حا باغ جوان کو سب سے زیادہ محبوب تھا اسے اللہ کی رضا کے لیے صدقہ کر دیا۔ اسے اپنے اقارب اور عم زادوں میں تقسیم کر دیا(۴۰)۔ محمد غزالیؒ کا موقف ہے کہ فلاح عامہ کے کاموں پر پیسہ خرچ کرنا جیسے مسجد، ریل، سرائے، مدرسہ اور کنواں بنوانا یا خیرات کے لئے زمین و جائیداد وقف کرنا، مساکین کو دینا، یہ ایسے خرچ ہیں جن سے ہمیشہ خرچ کرنے والوں کو اجر وثواب ملتا ہے۔(۴۱)

مندرجہ بالا بحث سے واضح ہوجاتا ہے کے دین اسلام میں ضرورت مندوں اور محتاجوں کی دادرسی کے کتنے طریقے وضع کیے گئے ہیں۔ حاجت مندوں کی حاجت کو پورا کرنا اخلاقی و دینی فریضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ غنی (بے نیاز) ہے۔ ہم خرچ کریں یا نہ کریں اللہ کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہوتی وہ خالق ہے۔ زمین و آسمان کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ اگر مسلمان انفاق فی سبیل اللہ کرتا ہے تو اپنے نفس کو مادی آلائشوں سے پاک کر لیتا ہے اور آخرت میں اجر وثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ اگر کوئی صاحب حیثیت محتاجوں کی مدد نہیں کرتا تو قیامت والے دن خالی ہاتھ ہوگا۔ زکوۃ، صدقہ وخیرات سے غرباء اور مساکین کی ضروریات پوری ہوتی رہتی ہیں۔ غربت کی وجہ سے متعدد معاشرتی جرائم پاکستانی معاشرے میں عام ہو چکے ہیں صدقہ کی وجہ سے معاشرتی جرائم اور خرابیوں میں اضافہ نہیں ہوتا کیونکہ حدیث نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رُو سے صدقہ زناکار اور چور کو دیا جاسکتا ہے(۴۲)۔ جرائم پیشہ لوگوں پر صدقہ کرنے کی ترغیب اس لیے دی گئی ہے ہوسکتا ہے کہ مجرم کی مالی ضرورت پوری ہو جائے اور وہ برائی سے روک جائے۔ درحقیقت زکوۃ وصدقات دینے سے افراد معاشرے کی خوشحالی ممکن ہے اور دولت کی تقسیم بھی منصفانہ رہتی ہے۔

۲۔ بیرونی وسائل کے تحت بننے والے فلاح عامہ کے پروگراموں کے اثرات

بیرونی امداد اور قرضوں کے تحت بننے والے فلاح عامہ پروگراموں کے ضمن میں یہ جائزہ لینا ضروری ہے کہ نظریاتی بنیادوں پر قائم ہونے والی اسلامی مملکت پر کیا اثرات مرتب ہوئے؟ ذیل میں پاکستانی معیشت پر اثرات کا تفصیلی جائزہ بیان کیا گیا ہے۔

۲.۱۔ سوشل ایکشن پروگرام اور بیرونی امداد

سوشل ایکشن کے دونوں پروگرام ورلڈ بینک اور معطیان کے تعاون سے شروع کیے گئے۔ ان پروگراموں کے چند پہلو غور طلب ہیں۔ پہلا پہلو یہ ہے کہ عالمی اداروں اور ملکوں کے قرضے سود پر مبنی ہوتے ہیں جبکہ اسلام میں سود کی قطعی حرمت ہے۔ جس چیز کی حرمت کتاب وسنت سے ثابت ہو جائے اُس کو جاری رکھنے کا اسلام کی بنیاد پر قائم مملکت میں کوئی جواز نہیں بنتا تھا۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ اگر بیرونی امداد میں کمی آجائے تو منصوبوں کے اہداف پورے نہیں ہو سکتے مثلاً سوشل ایکشن کے پروگراموں میں ناکامی کی اہم وجہ ڈونر کی طرف سے کم فنڈز کا اجراء تھا۔ اقتصادی سروے کے مطابق معطی

اداروں نے ۲۸بلین روپے کے بجائے ۱۳ٖبلین روپے جاری کیے(۴۳)۔تیسرا پہلو یہ ہے کہ قرضے اور گرانٹس مخصوص شرائط کے تحت جاری کیے جاتے ہیں مثلاً اس امداد کے عوض پاکستان میں این جی اوز کا کردار بڑھایا گیا اور کچھ قرضے مخصوص این جی اوز کو ہی جاری کیے گئے مثلاً مالی سال ۱۹۹۶۔۱۹۹۵ء میں ورلڈ بینک نے ۵۰۰,۰۰۰ ڈالر منتخب شدہ چودہ این جی اوز کے لیے فراہم کیے جن میں سے ۴۰۰,۰۰۰ ڈالر این جی اوز میں تقسیم کر دیے گئے تھے۔(۴۴)

سماجی فلاح و بہبود کے کاموں کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات ضروری ہیں۔

- بہتر یہ ہی ہے کہ سماجی فلاح و بہبود کے لیے بیرونی امداد پر انحصار کرنے کی بجائے زکوۃ وعشر کا نظام زیادہ مؤثر بنایا جائے۔اس سے غربت کی شرح میں کمی ممکن ہے۔
- تعلیم اور صحت کے شعبوں میں بیرونی امداد کی بجائے نجی شعبے کا تعاون بڑھایا جانا چاہیے۔لیکن نجی شعبے پر نگرانی رکھی جانی ضروری ہے۔
- بیرونی ممالک میں سے اسلامی ممالک کو تعلیم اور صحت کے شعبے میں سرمایہ کاری کے لیے راغب کیا جاسکتا ہے کیونکہ ان ممالک کی پالیسیاں نظریہ پاکستان کے خلاف نہیں ہوتیں۔
- جن بدعنوان حکمرانوں نے قوم کی دولت کو سمیٹا ہے۔اُن کا احتساب کیا جائے اور ان سے مالی وسائل واپس لے کر فلاح عامہ پر خرچ کیے جائیں۔

۲.۲۔　خاندانی منصوبہ بندی

پاکستان میں خاندانی منصوبہ بندی کا پروگرام صدر ایوب خان کے دور میں شروع کیا گیا تھا۔تاہم سوشل ایکشن پروگرام کے تحت خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کی آگاہی میں ماضی کی نسبت زیادہ اضافہ ہوا۔پاکستان کی بڑھتی ہوئی آبادی کو کنٹرول کرنے کے لیے عالمی معطیان نے قرضے اور امداد جاری کی۔سوشل ایکشن پروگرام کے تحت خاندانی منصوبہ بندی کی آگاہی عام کی گئی نیز اس پروگرام میں توسیع کی گئی جیسا کہ اقتصادی سروے کے مطابق ۱۹۸۹ء میں شرح افزائش ۶ء۲ فیصد تھی جبکہ ۱۹۹۹ء میں کم ہو کر ۳ء۲ فیصد ہوگئی(۴۵)۔گویا ۳ء۰ فیصد کامیابی حاصل ہوئی۔آبادی کنٹرول کرنے کے پروگرام کو ترویج دینے والوں کے دلائل ہیں کہ مالی وسائل کی قلت کی وجہ سے بڑھتی ہوئی آبادی کو تعلیم، مکانات، طبی، سڑکوں اور صاف پانی کی سہولیات فراہم نہیں کی جاسکتیں، آبادی وسائل پر بوجھ بنتی ہے، بے روزگاری کی شرح میں اضافہ ہوتا ہے اور ماحولیاتی آلودگی کے مسائل جنم لیتے ہیں۔اس پروگرام کی ترغیبات کی وجہ سے معاشی طور پر خوشحال افراد بھی خاندانی منصوبہ بندی کی طرف راغب ہو رہے ہیں۔ذہن سازی اس نہج پر کی جارہی ہے کہ ہر نیا آنے والا بچہ معاشی وسائل پر بوجھ بن رہا ہے اس لیے دو ہی بچے اچھے ہیں۔تاہم اسلامی تعلیمات کی رُو سے رزق کی فراہمی اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔معاشی خوف کی وجہ سے قتل اولاد کی ممانعت کی گئی ہے۔

وَلاَ تَقْتُلُواْ أَوْلادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُم إنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْءاً كَبِيْراً(۴۶)

''اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولادوں کو نہ مارڈالو، ان کو اور تم کو ہم ہی روزی دیتے ہیں، یقیناً ان کا قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔''

امام قرطبیؒ ﴿إِمْــلاقٍ﴾ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ ایسی غربت ہے جس کی موجودگی میں آدمی کے پاس سوائے پتھروں اور ہڈیوں کے سوا کچھ نہ ہو(۴۷)۔ گویا اس انتہا کی غربت اور معاشی تنگی میں بھی قتل اولاد کی ممانعت ہے۔

جہاں تک دنیا میں آنے والے بچے کا رزق کا تعلق ہے تو ہر بچہ اپنے ساتھ اپنا رزق لے کر آتا ہے کیونکہ اس کی پیدائش سے پہلے ہی اس کا رزق لکھ دیا جاتا ہے۔ نبی صلّی اللہ علیہ سلّم کا ارشاد ہے کہ جب بچہ ماں کے پیٹ میں چار ماہ کا ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتے کو حکم دیتے ہیں کہ وہ پانچ چیزیں لکھ دے: اُس کا رزق، اس کی موت، اس کا عمل اور اس کا بد بخت یا نیک بخت ہونا(۴۸)۔ متعدد قرآنی آیات سے بھی واضح ہوتا ہے کہ رزق فراہم کرنے والی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اللہ تو خود ہی سب کا روزی رساں قوت والا اور زورآور ہے(۴۹)۔ زمین میں چلنے پھرنے والے جتنے جاندار ہیں سب کی روزیاں اللہ کے ذمے ہیں(۵۰)۔ اور بنی آدم سے یہ بھی کہا گیا کہ تمھاری جس روزی کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ سب آسمان میں ہے(۵۱)۔ جہاں تک معاشی وسائل کی قلت کی بات ہے تو اسلامی تعلیمات کے مطابق تمام ذرائع اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں جو کہ لامحدود ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ﴿وَإِن تَعُدُّواْ نِعْمَتَ اللّهِ لاَ تُحْصُوهَا إِنَّ الإِنسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّار(۵۲)، ترجمہ: اگر تم اللہ کا احسان گننا چاہو تو انھیں پورے گن بھی نہیں سکتے۔ یقیناً انسان بڑا ہی بے انصاف اور ناشکرا ہے۔﴾ انسانی معیشت کے بارے میں اولین حقیقت یہ ہے کہ تمام وہ ذرائع و وسائل جن پر انسان کی معاش کا انحصار ہے، اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لیے پیدا کیا کہ انسان ان کو استعمال میں لا کر انسانی فلاح و بہبود میں اضافہ کرے۔

رزق کی فراوانی دینے والی اللہ کی ذات ہے۔ تاہم صرف احکام الٰہی پر عمل کرنے کی اور تقویٰ پیدا کرنے کی ضرورت ہے اس بارے میں ارشاد ربانی ہے کہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہیں ہوتا(۵۳)۔ اسی طرح حدیث نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مطابق اگر انسان اللہ پر توکل کرے تو اللہ اُس کو ایسے روزی دے گا جیسے پرندوں کو مہیا کرتا ہے(۵۴)۔ اللہ تعالیٰ نے زمین میں رزق حاصل کرنے کے ذرائع بھی فراہم کیے(۵۵)۔ تقویٰ کے ساتھ انسان کو محنت کرنے کا حکم دیا یہاں تک کہ جمعہ کے دن نماز پڑھنے کے بعد بھی معاش تلاش کرنے کا حکم دیا گیا ہے(۵۶)۔ اسلامی تعلیمات کی رُو سے خالق کائنات اور رزاق کائنات اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، نیز انسان کو معاش کے لیے محنت کی ترغیب دی گئی تاکہ انسان محنت کر کے اپنی معاشی ضروریات پوری کرے، لیکن معاشی حوالے سے خاندانی منصوبہ بندی کا تصور نہیں دیا گیا ہے، بلکہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زیادہ بچے جننے والی عورت سے نکاح کو پسند فرمایا(۵۷)

مندرجہ بالا نقلی دلائل سے خاندانی منصوبہ بندی کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔اگر معاشی لحاظ سے دیکھا جائے تو آبادی میں اضافہ کی وجہ سے اشیاء کی طلب میں اضافہ سے پیداواری سرگرمیاں نمو پاتی ہیں۔اشیاء صرف اور اشیاء سرمایہ کی پیداوار میں اضافہ ہونے کی وجہ سے روزگار کے مواقع میں بھی اضافہ ہوتا ہے جس سے معاشی نمو کا عمل جاری رہتا ہے۔بڑھتی ہوئی آبادی سے قدرتی وسائل سے استفادہ ممکن ہے۔مثال کے طور پر سڑکوں، ریلوں، پانی کی فراہمی و نکاسی کے لیے افرادی قوت کو استعمال میں لایا جا سکتا ہے جس سے معاشی فلاح میں بہتری آسکتی ہے۔نیز جہاں تک آبادی کی طلب و رسد میں توازن پیدا کرنے کی بات ہے تو اللہ تعالیٰ قدرتی آفات مثلاً زلزلہ، سیلاب اور قحط کے ذریعے سے آبادی کو توازن میں لاتے ہیں۔پاکستان میں ۲۸/اکتوبر ۲۰۰۵ء میں آنے والے زلزلے میں سے کتنے افراد لقمہ اجل بنے کوئی محکمہ بھی صحیح اعداد و شمار پیش کرنے سے قاصر ہے۔اسی طرح ۲۰۰۹ء میں آنے والا سیلاب جس میں ہزاروں کی تعداد میں افراد جاں بحق ہوئے۔عالمی سطح پر بھی آنے والے زلزلوں اور سیلابوں میں لاکھوں کے تعداد میں افراد ہلاک ہوتے ہیں۔یہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا نظام ہے جس کے ذریعے آبادی کی طلب و رسد میں توازن قائم رہتا ہے۔اس میں انسانی ذہن منصوبہ بندی کے لیے کتنی ہی منظّم کوشش کیوں نہ کر لے، اس کی منصوبہ بندی اللہ تعالیٰ کے قوانین کے مقابلے میں اس کے لیے کسی قسم کی فوز و فلاح کا باعث نہیں بن سکتی۔

۳.۲۔　معاشی لحاظ سے صنفی مساوات

اس دور میں سوشل ایکشن پروگرام کے مقاصد میں صنفی عدم مساوات کو کم کرنے کی پالیسی بھی شامل تھی۔اس عدم مساوات کو کم کرنے کی توجیہہ یہ پیش کی جاتی ہے کہ پاکستانی معاشرے میں عورتوں کی شمولیت کم تھی ان کو تعلیم اور روزگار کے شعبوں میں پسماندہ رکھا جاتا تھا۔یہ درست ہے کہ پاکستان میں سندھ، بلوچستان اور جنوبی پنجاب کے علاقوں میں عورتوں کی شرح خواندگی کم تھی اور خواتین کے کام کے مختلف شعبوں میں کرنے کو ناپسند بھی کیا جاتا تھا۔سوشل ایکشن پروگرام کے نتیجے میں مثبت تبدیلی لڑکیوں کی پرائمری سطح پر داخلوں کی تعداد میں اضافہ کی صورت میں سامنے آئی۔خواتین کی شمولیت شعبہ تعلیم اور صحت میں بڑھائی گئی۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ کچھ مسائل بھی پیدا ہوئے مثلاً خواتین اور مردوں کے حوالے سے صنفی عدم مساوات کو کم کرنے کی پالیسی سے متعدد معاشرتی خرابیوں نے بھی جنم لیا۔

پاکستان میں سوشل ایکشن پروگرام کے تحت شروع ہونے والی خواتین کی آزادی سے دو اہم مسائل سامنے آئے۔پہلا مسئلہ یہ کہ آزاد معاشی نظام کے تحت بننے والی پالیسیوں میں مخلوط معاشی نظام کی وجہ سے بے شمار معاشرتی مسائل نے جنم لیا اور یوں اخلاقی اقدار کا زوال شروع ہوگیا۔اسلام معاشی ترقی اور روحانی ترقی کا خواہاں ہے۔اگر معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو جائے، معاشرتی برائیوں میں اضافہ ہو اور بے راہ روی عام ہو جائے تو معاشی ترقی میں اضافہ کی بجائے کمی واقع ہوگی۔اسلام ارتقا کو اخلاقیات کے ساتھ جوڑتا ہے اور ہر شعبہ کو اخلاقی اصولوں کے تحت لاتا ہے۔عورتوں کو مردوں کے برابر لانے کی معاشی

دوڑ میں معاشرتی زندگی زوال پذیر ہو چکی ہے۔اسلامی تعلیمات کی رُو سے خاندان ایک نہایت اہم یونٹ ہے۔اگر اس میں بگاڑ پیدا ہو جائے تو معیشت بہترین افرادی قوت سے محروم ہو سکتی ہے۔دوسرا اس دور کی پالیسی کی وجہ سے بتدریج پاکستان میں عورتوں کے بڑھتے ہوئے معاشی کردار کی وجہ سے مردوں کو کچھ شعبوں میں روزگار سے محروم ہونا پڑ رہا ہے۔حالانکہ ان کو روزگار فراہم کرنا زیادہ ضروری ہے کیونکہ ان پر گھر کی کفالت کی ذمہ داری ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو قوام کا درجہ اسی ذمہ داری کی وجہ سے دیا ہے۔گھر کی کفالت مرد کے ذمہ ہے جبکہ گھر کی دیکھ بھال اور بچوں کی پرورش خواتین کی ذمہ داری ہے۔

اسلام نے عورت کو ہر اس کام کی اجازت دی ہے جو اس کی حفاظت اور ملکی ترقی کے لیے سود مند ہو۔اس کی واضح مثالیں صحابیاتؓ کی زندگیوں سے ملتی ہیں۔عہد رسالت میں حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تلامذہ خواتین مختلف النوع کی معاشی سرگرمیوں میں حصّہ لیتی تھیں۔ان کی سرگرمیوں کو مندرجہ ذیل مقاصد میں تقسیم کر کے دیکھ سکتے ہیں۔بعض خواتین جو اپنی معاشی حیثیت میں خود کفیل تھیں اور انھوں نے اپنی معاشی سرگرمیاں اپنے قوام مردوں سے الگ آزادانہ حیثیت میں اختیار کیں مثلاً حضرت خدیجہؓ بنت خویلد مکہ کی معزز مالدار اور تاجر خاتون تھیں۔وہ لوگوں کو اپنا مال تجارت کے لیے دیتی تھیں اور مضاربت کے اصول پر ایک حصّہ طے کر لیتی تھیں (۵۸)۔اسی طرح حضرت سودہؓ بنت زمعہ دباغت کا کام کرتی تھیں (۵۹) اور حضرت زینبؓ بنت جحش بھی کام کرتی تھیں اور اُس آمدن میں سے صدقہ کرتی تھیں (۶۰)۔بعض خواتین اپنے گھرانے کے مردوں کے ساتھ کاروبار میں اپنی صلاحیتوں کو استعمال میں لاتیں اور اپنے گھر کے مالی حالات کو بہتر کرنے کی کوشش کرتیں جیسے حضرت اسما بنت ابی بکرؓ اپنے شوہر زبیر بن عوامؓ کی مفلوک الحالی کی بناء پر اپنے گھوڑے کا چارہ لاتیں (۶۱)۔حضرت زینب زوجہ عبداللہ ابن مسعودؓ گھریلو دستکاریوں سے واقف تھیں۔نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے شوہر، بچوں اور اپنے بھتیجے پر خرچ کرنے کے بارے میں سوال کرنے پر نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انھیں دوہرے اجر وثواب (ایک صدقہ کا اجر اور دوسرا رشتہ داروں سے حسن سلوک کا) کی خوشخبری دی (۶۲)۔مکی دور میں رضاعت کے معاملے میں بھی اس کی مثال ملتی ہے۔خواتین گھروں کی کفالت میں شیر خوار کی رضاعت کر کے اپنا کردار ادا کرتی تھیں مثلاً حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ولادت کے بعد ان کی رضاعت حضرت حلیمہ سعدیہ نے فرمائی (۶۳)۔مدینہ منورہ کی دیگر خواتین بھی کاشتکاری کرتی تھیں۔حضرت سہیل بن سعدؓ ایک خاتون کا ذکر کرتے ہیں جس کا اپنا کھیت تھا اور وہ اس کی پانی کی نالیوں کے اطراف میں چقندر کاشت کیا کرتی تھی (۶۴)۔حضرت جابرؓ کی خالہ بھی زراعت کرتی تھیں۔نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دوران عدت بھی اُن کو کھیت میں جانے کی اجازت مرحمت فرمائی (۶۵)۔ان تمام مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے خواتین کو معاشی سرگرمیوں سے نہیں روکا اور وہ معاشی حالت کو بہتر کرنے کے لیے اپنے خاوندوں کی مدد کر سکتی ہیں۔

صحابیات کی زندگی مسلمان عورتوں کے لیے عملی نمونہ ہے۔جنھوں نے اسلام کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے مختلف معاشی سرگرمیاں سرانجام دیں اور اپنے اہل وعیال کی بھی مالی مدد فرمائی۔اگر چہ گھر کی دیکھ بھال خواتین کی اولین ذمہ داری ہے۔

معاشی جدوجہد میں حصّہ لینے پر اسلام نے کوئی پابندی عائد نہیں کی۔تاہم مندرجہ ذیل باتوں کا مدنظر رکھا جانا ضروری ہے:

- مردوں کو عورتوں پر فضیلت حاصل ہونے کی ایک اہم اور بنیادی وجہ مردوں کی معاشی ذمہ داریوں کی ادائیگی ہے۔ جو شعبے مردوں کے لیے زیادہ اہمیت کے حامل ہوں، ان میں مردوں کو ترجیح دینی چاہیے اور مردوں کو عورتوں پر مقدم رکھنا چاہیے۔ یہ درست ہے کہ بعض شعبوں میں عورتوں کی شمولیت ناگزیر ہے مثلاً لڑکیوں کے تعلیمی اداروں اور ہسپتالوں کے زنانہ وارڈز میں عورتوں کی ترجیحی بنیادوں پر تقرری کی جاسکتی ہے۔
- اسلامی تعلیمات کی رُو سے خواتین اپنے دائرہ کار کے اندر رہتے ہوئے اپنے عزت و وقار کے مطابق تمام شعبوں میں کام کرسکتی ہیں۔مختلف کاروبار بھی کرسکتی ہیں۔تاہم مخلوط بازاروں کی جگہ ان کے لیے الگ بازار ہونے چاہئیں جہاں وہ آزادی سے کام کرسکیں۔
- جو شعبے مردوں کے لیے اہم ہیں وہاں پر خواتین کی تقرری کی ضرورت نہیں مثلاً بیچنے والا اور ٹریفک پولیس وغیرہ۔
- بعض شعبوں کے اوقات کار ایسے ہوتے ہیں جن میں خواتین جسمانی، ذہنی اور نفسیاتی طور پر ٹھیک طریقے سے کام نہیں کرسکتیں۔ایسے شعبوں میں خواتین کو اوقات کار میں رعایت دینی چاہیے تاکہ ان کا گھر اور صحت متاثر نہ ہو۔

۲.۴۔ شعبہ تعلیم پر بیرونی امداد کے اثرات

عالمی قرضہ دینے والے ادارے مخصوص مقاصد کے تحت قرضے اور امداد جاری کرتے ہیں۔ایک رپورٹ کے مطابق ورلڈ بینک نے ابتدائی تعلیم کے حوالے سے پاکستان میں ۲۷ منصوبوں پر سرمایہ کاری کی ہے جن میں سے پہلا منصوبہ ۱۹۶۴ء میں زرعی تعلیم اور تربیت سے متعلق تھا۔تمام منصوبے میں اساتذہ کی تربیت، سکولوں کی تعمیرات اور نصابی کتب کی تیاری اور تقسیم کے اجزاء شامل تھے(۶۶)۔ورلڈ بینک کے سوشل ایکشن کے دونوں پروگرام میں مالی وسائل کی فراہمی کی گئی۔سوشل ایکشن پروگرام کے پہلے مرحلے کے لیے ۱۹۹۴ء میں ۲۰۰ ملین ڈالر (ابتدائی تعلیم کے لیے ۶۰ فیصد) اور سوشل ایکشن پروگرام کے دوسرے مرحلے کے لیے ۱۹۹۸ء میں ۲۵۰ ملین ڈالر (پرائمری تعلیم کے لیے ۶۰ فیصد) مالی وسائل فراہم کیے گئے(۶۷)۔ تاہم یہ منصوبے کامیاب نہیں رہے۔اس رپورٹ کے مطابق بہت سی سرکاری اور این جی اوز نمائندوں سے انٹرویو لیا گیا تو ان کے خیال کے مطابق یہ منصوبے غلط انداز میں تشکیل دیئے گئے تھے اور بینک اور دوسرے معطیان نے اس نظام پر بہت زیادہ بوجھ ڈال دیا تھا جو کہ اس طرح کے بڑے فنڈ کو صحیح طریقے سے چلانے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے۔(۶۸)

شعبہ تعلیم کے حوالے سے ورلڈ بینک کے دو اہم مقاصد صاف نظر آتے ہیں۔تربیتی پروگراموں کے ذریعے اساتذہ کی ذہن سازی تاکہ وہ طلبہ کی تربیت مغربی نہج پر کرسکیں، دوسرا اہم مقصد نصاب تعلیم میں سے بتدریج نظریہ پاکستان اور بنیادی اسلامی اقدار پر مبنی مواد نکال کر اور اس کی جگہ آزاد معاشی فکر کو پروان چڑھانے والا مواد شامل نصاب کرنا ہے۔سوشل ایکشن پروگرام کے نام پر نصاب میں تبدیلی کا عمل صدر پرویز مشرف کے دور میں بھی جاری رہا۔نصاب میں سے جہاد کی

آیات نکالی گئیں اور اس رائے کو ترویج دی گئی کہ اسلام سے متعلقہ نصاب انتہا پسندی اور فرقہ واریت کو پروان چڑھاتا ہے، اس لیے اس سے متعلقہ مواد شامل نصاب نہیں ہونا چاہیے۔ ان ہی مخصوص مقاصد کے تحت مدارس میں اصلاحات کا پروگرام بیرونی امداد اور قرضوں سے متعارف کروایا گیا۔

گویا ایک طرف پاکستان کی آبادی کنٹرول کرنے کی کوششیں کی گئیں جبکہ دوسری طرف انسانی وسائل کو ذہنی انتشار کا شکار کیا گیا۔ مغرب کا اہم مقصد پاکستان کو لادین ریاست بنانا اور نظام تعلیم میں ایسی تبدیلیاں متعارف کروانا ہے جس سے طلبہ کی کردار سازی مغربی طرز پر ممکن ہو سکے۔ ان بنیادی مقاصد کے حصول کے لیے این جی اوز کا دائرہ کار بھی بڑھایا گیا۔

- تعلیم کی فراہمی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اگر ریاست کے وسائل ناکافی ہوں تو شعبہ تعلیم میں نجی شعبے کا کردار مخصوص شرائط کے تحت بڑھایا جا سکتا ہے۔ نیز اس شعبے پر نگرانی رکھی جانی ضروری ہے۔ تاکہ قوم میں انتشار نہ پھیلے اور نظریاتی بنیادوں پر اختلاف جنم نہ لے سکے۔
- حکومتی سطح پر مالی سائل کی کمی کی صورت میں نجی شعبے کے ساتھ شراکتی بنیادوں پر ادارے قائم کیے جا سکتے ہیں جن میں فیسیں انتہائی مناسب رکھی جائیں۔ نصاب، یونیفارم اور دیگر سہولیات کی فراہمی میں حکومتی پالیسیاں اختیار کی جائے تاکہ تعلیمی اداروں میں یکسانیت قائم رہتی۔ نیز سرکاری اور شراکتی بنیادوں پر قائم تعلیمی اداروں کے نصاب میں یکسانیت رکھی جائے تاکہ تعلیمی سطح پر طبقاتی تقسیم ختم ہو سکے۔
- این جی اوز بھی شعبۂ تعلیم میں کام کر سکتی ہیں لیکن ان کے کام کرنے کے مقاصد نظریہ پاکستان، تخلیق پاکستان اور ارتقاء پاکستان کے حق میں ہونے چاہیں اور ان پر حکومت کو نگرانی رکھنی چاہیے۔ اگر ان کی کوئی سرگرمی نظریہ پاکستان کے خلاف ہو تو ان کا احتساب ضرور کیا جائے۔ تاہم پاکستان میں ایسی این جی اوز کے بارے میں کوئی احتسابی لائحہ عمل نہیں رہا بلکہ مغربی طاقتیں امداد اور قرضے کے عوض ان این جی اوز کی آزادی کو یقینی بناتی رہیں اور ان کے ذریعے مخصوص مقاصد حاصل کرتی رہیں۔

سوشل ایکشن پروگرام عالمی معطیان، عالمی بینک اور آئی ایم ایف کے تعاون سے شروع کیا گیا۔ اگرچہ اس کے پہلے مرحلے میں چند شعبوں کے مطلوبہ مقاصد حاصل ہوئے لیکن دوسرے مرحلے میں خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ تاہم اس پروگرام کے پاکستانی معاشرے پر منفی اثرات مرتب ہوئے جن کے حل کے لیے ٹھوس پالیسی کی بجائے مزید بیرونی قرضوں اور امداد کے عوض مغربی سیکولر پالیسیاں اپنانے سے ہماری معاشی ترقی متاثر ہوئی ہے اور معاشرتی اقدار بھی زوال پذیر ہو رہی ہیں۔ اسلامی معاشی نظام کے قیام سے ہی ہمارا نظام معیشت بہتر ہو سکتا ہے اور عوام معاشی خوشحالی کے ثمرات سے مستفید ہو سکتی ہے۔

مراجع وحواشی

(۱) Government of Pakistan,Pakistan Economic Survey 1999-2000,p.170,Islamabad: Ministry of Finance.

(۲) Ibid,1993-94,pp.121-122;1995-96,p.131

(۳) Ibid, 1993-94,pp.122-123

(۴) Ibid, 1995-96,pp.133-134

(۵) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو Ibid,p.136

(۶) World Bank,Implementation Completion Report Pakistan Social Action Program roject,Reprort No:18043,p.iii,Washington,D.C.,1998

(۷) World Bank,Pakistan Poverty Assessment,Report No.14397-Pak, p.27,Washington,D.C.,1995; Implementation Completion Report Pakistan Social Action Program Project,p.iii

(۸) Pakistan Poverty Assessment,p.27

(۹) Government of Pakistan,Social Action Programme,Report to the Pakistan Consortium 1995-96,p.20,Islamabad:Planing Commission,1995

(۱۰) World Bank,Implementation Completion Report on a Credit in the Amout of US $ 250 Million to the Islamic Republic of Pakistan for a second Social Action Program Project,Report No.26216,p.2,Washington,D.c,2003

(۱۱) Ibid ,p.4 (۱۲). Ibid,p.8

(۱۳) Pakistan Economic Survey 1999-2000,p.174

(۱۴) Implementation Completion Report on a Credit in the Amout of US $ 250 Million to the Islamic Republic of Pakistan for a second Social Action Program Project,pp.13-14

(۱۵) Hafiz A. Pasha,Aisha Ghaus Pasha,Zafar H.Ismail,Sehar Rizwi,Revamping the SAP,p.4,Karachi: Social Policy & Development,2002

(۱۶) Implementation Completion Report on a Credit in the Amout of US $ 250 Million to the Islamic Republic of Pakistan for a second Social Action Program Project,p.11

(۱۷) Ibid,p.13

(۱۸) Structural Adjustment and Poverty in Pakistan(Director:A.R Kamel),p.15,Islamabad: Pakistan Institute of Development,2003

(۱۹) Ibid,pp15-16

(۲۰) Implementation Completion Report on a Credit in the Amout of US $ 250 Million to the Islamic Republic of Pakistan for a second Social Action Program Project,p.21

۲۱۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ (م ۲۵۶ھ)، الجامع الصحیح، کتاب الأحکام، باب من استرعی رعیۃ فلم ینصح، ۷۱۵۰

۲۲۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ بالیمین، ۱۴۲۳؛ مسلم، مسلم بن الحجاج، أبوالحسین (م ۲۶۱ھ)، الجامع الصحیح، کتاب الزکاۃ، باب فضل اخفاء الصدقۃ، ۲۳۸۰؛ الترمذی، محمد بن عیسی بن سورۃ، أبوعیسی (م ۲۷۹ھ)، ابواب الزہد، باب ما جاء في الحب في اللہ، ۲۳۹۰

۲۳۔ الطبری، محمد بن جریر، أبو جعفر (م ۳۱۰ھ)، تاریخ الأمم والملوک المعروف تاریخ طبری، مطبعۃ الاستقامۃ، ج:۲، ص۲، ۵۷۲، (ط۔الثانیۃ)، بیروت (لبنان): دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء

۲۴۔ ابن جوزی، عبدالرحمٰن بن علی بن محمد، أبوالفرج، جمال الدین (م ۵۳۹ھ)، تاریخ وسیرۃ سیدنا عمر بن الخطاب، ص ۱۶۱، مصر: المکتبۃ التجاریۃ الکبری

۲۵۔ التوبۃ ۱۰: ۶۰ ۲۶۔ البقرۃ ۲: ۲۵۴ ۲۷۔ البقرۃ ۲: ۲۶۱

۲۸۔ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب البر والصلۃ والأدب، باب فضل عیادۃ المریض، ۶۵۵۶

۲۹۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب اطعام الطّعام من الاسلام، ۱۲

۳۰۔ الدھر ۷۶: ۸ ۳۱۔ النحل ۱۶: ۹۰؛ الروم ۳۰: ۳۸

۳۲۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، ابوعبداللہ (م ۲۷۳ھ)، السنن، ابواب الزکاۃ، باب الصدقۃ علی ذي قرابۃ، ۱۸۳۴؛ نسائی، احمد بن شعیب بن علی بن سنان، أبوعبدالرحمٰن (م ۳۰۳ھ)، السنن، کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ علی الأقارب، ۲۵۸۴

۳۳۔ البخاری، الجامع الصحیح، باب من بسط لہ في الرّزق لصلۃ الرحم، ۵۹۸۵؛ ۵۹۸۶

۳۴۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب النفقات، باب فضل النفقۃ علی الاھل وقول عزوجل۔۔۔، ۵۳۵۳؛ النسائی، السنن، کتاب الزکاۃ، باب فضل الساعي علی الارملۃ، ۲۵۷۸

۳۵۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب من ترک الدعوۃ فقد عصی اللہ ورسولہ، ۵۱۷۷؛ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب الامر باجابۃ الداعي الی الدعوۃ، ۳۵۲۱ ۳۶۔ البخاری، الجامع الصحیح، أبواب صدقۃ الفطر، باب [فرض] صدقۃ الفطر، ۱۵۰۳؛ ۱۵۰۴

۳۷۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب فضائل أصحاب النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم، باب مناقب عثمان بن عفان أبي عمرو القرشيّ رضی اللہ عنہ۔۔۔۔؛ الترمذی، الجامع، أبواب المناقب، باب في عد عثمان تسمیۃ شھیدا۔ وتجھیزہ جیش العسرۃ، ۳۷۰۳

۳۸۔ ابن سعد، محمد بن سعد الزھری (م ۲۳۰ھ)، الطبقات الکبری المعروف طبقات ابن سعد، ج:۳، ص:۲۷۳، بیروت (لبنان): دار بیروت، ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۷ء

۳۹۔ اٰل عمرٰن ۳: ۹۲

۴۰۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب التفسیر، باب لن تنالوا البرّ حتی تنفقوا ممّا تحبّون، ۴۵۵۴؛ الترمذی، الجامع، أبواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ آل عمران، ۲۹۹۷

۴۱۔ غزالی، محمد بن محمد، ابوحامد (م ۵۰۵ھ)، احیاء علوم الدین، ج: ۱، ص ۱۰۹۲، (ط۔الاوّلی)، بیروت (لبنان): دار المعرفۃ، ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء

۴۲۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الزکاۃ، باب اذا تصدق علی غني وھو لا یعلم، ۱۴۲۱؛ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الزکاۃ باب ثبوت اجر المتصدق، ۲۳۶۲

۴۳. Pakistan Economic Survey1999-2000,p.170

۴۴. Ibid, 1995-96,p.133 ۴۵. Ibid,1999-2000,p153

۴۶۔ اسراء:۱۷:۳۱

۴۷۔ القرطبی، محمد بن أحمد، أبوعبداللہ (م۱۷ ۶ھ)، الجامع لأحکام القران المسمّٰی تفسیر القرطبی، ج:۵،ص:۵۸۷، قاہرہ (مصر): دارالحدیث، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء

۴۸۔ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب القدر، باب کیفیۃ خلق الادمي ـــ، ۶۷۲۳

۴۹۔ الذّٰریٰت ۵۱:۵۸ ۵۰۔ ہود ۱۱:۶ ۵۱۔ االذّٰریٰت ۵۱:۲۲

۵۲۔ ابراہیم ۱۴:۳۲-۳۴ ۵۳۔ الطلاق ۶۵:۲-۳

۵۴۔ ابن ماجہ، السنن، ابواب الزھد، باب التوکل والیقین، ۳۱۶۴

۵۵۔ الاعراف ۷:۱۰ ۵۶۔ الجمعۃ ۶۲:۱۰

۵۷۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث بن اسحاق، السجستانی (م۲۷۵ھ)، السنن، کتاب النکاح، باب النھي عن تزویج من لم یلد من النساء، ۲۰۵۰؛ النسائی، السنن، کتاب النکاح، باب کراھیۃ تزویج العقیم، ۳۲۲۹

۵۸۔ ابن ہشام، عبدالملک، ابومحمد، (م۲۱۸ھ)، السیرۃ النّبویۃ، ج:۱،ص: ۲۲۴، (ط۔الاولی)، بیروت (لبنان): داراحیاء التراث العربی، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۵ء

۵۹۔ ابن حجر، أحمد بن علی بن محمد، أبو الفضل، شہاب الدین، العسقلانی (م۸۵۲ھ)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ج: ۴،ص: ۲۴۸۵، بیروت (لبنان): دارالمعرفۃ، ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء

۶۰۔ ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہ بن محمد، أبوعمر (م۴۶۳ھ)، الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب، ج:۴،ص۱۸۶۱، مصر: مکتبۃ نھضۃ

۶۱۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب الغیرۃ، ۵۲۲۴

۶۲۔ ابن ماجہ، السنن، ابواب الزکاۃ، باب الصدقۃ علی ذي قرابۃ، ۱۸۳۵

۶۳۔ السیرۃ النّبویۃ، ۱/۱۹۹

۶۴۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجمعۃ، باب قول اللہ تعالیٰ: فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ [الجمعۃ:۱۰]، ۹۳۸

۶۵۔ ابوداؤد، السنن، کتاب الطلاق، باب فی المبوثۃ تخرج بالنھار، ۱۳۹۲

٦٦. Maurice Boissiere;Safiullah Baig;Manisha Modi;Fareeha Zafar; Evaluation of World Bank Assistance for Primary Education in Pakistan,p.6,Washington,D.c, 2007

٦٧. Ibid,p.x ٦٨. Ibid